



Sahih Bukhari صحیح بخاری

The Most Authenticated Book of Hadith

بخاری امام حضرت

Muhammad Ibn Ismail al-Bukhari (محمد بن اسماعیل بخاری), popularly known as **Imam Bukhari**, (810-870AD), was a Sunni Islamic scholar. He authored the Hadith collection named *Sahih Bukhari*, a collection which Sunni Muslims regard as the most authentic of all Hadith compilations. Bukhari wrote three works discussing narrators of Hadith with respect to their ability in conveying their material: the "brief compendium of Hadith narrators," "the medium compendium" and the "large compendium". The large compendium is published and well-identified.

کتاب العلم

The Book of Knowledge (76 Ahadith)

علم کی فضیلت کے بیان میں

جو تم میں ایماندار ہیں اور جن کو علم دیا گیا ہے اللہ ان کے درجات بلند کرے گا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ طہ میں فرمایا کہ یوں دعا کیا کرو:

وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا (۲۰:۱۱۴)

اور کہہ، پروردگار مجھ کو علم میں ترقی عطا فرما۔

اس بیان میں کہ جس شخص سے علم کی کوئی بات پوچھی جائے اور وہ اپنی کسی دوسری بات میں مشغول ہو

پس (ادب کا تقاضا ہے کہ) وہ پہلے اپنی بات پوری کر لے پھر پوچھنے والے کو جواب دے

راوی: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں بیٹھے ہوئے ان سے باتیں کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک دیہاتی آپ کے پاس آیا اور پوچھنے لگا کہ قیامت کب آئے گی؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گفتگو میں مصروف رہے۔

بعض لوگ جو مجلس میں تھے کہنے لگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیہاتی کی بات سنی لیکن پسند نہیں کی اور بعض کہنے لگے کہ نہیں بلکہ آپ نے اس کی بات سنی ہی نہیں۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی باتیں پوری کر چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قیامت کے بارے میں پوچھنے والا کہاں گیا؟

اس دیہاتی نے کہا یا رسول اللہ! میں موجود ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امانت ایمانداری دنیا سے اٹھ جائے تو قیامت قائم ہونے کا انتظار کر۔

اس نے کہا ایمانداری اٹھنے کا کیا مطلب ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حکومت کے کاروبار نالائق لوگوں کو سونپ دیئے جائیں تو قیامت کا انتظار کر۔

اس کے بارے میں جس نے علمی مسائل کے لیے اپنی آواز کو بلند کیا

حدیث نمبر 60

راوی: عبد اللہ بن عمروؓ

ایک سفر میں جو ہم نے کیا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے پیچھے رہ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اس وقت ملے جب عصر کی نماز کا وقت آن پہنچا تھا ہم جلدی جلدی وضو کر رہے تھے۔ پس پاؤں کو خوب دھونے کے بدل ہم یوں ہی سا دھورہے تھے۔ یہ حال دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے پکارا دیکھو ایڑیوں کی خرابی دوزخ سے ہونے والی ہے دو یا تین بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ہی بلند آواز سے فرمایا۔

محدث کا لفظ حدثنا أو، أخبرنا وأنبأنا استعمال کرنا صحیح ہے

جیسا کہ امام حمیدی نے کہا کہ ابن عیینہ کے نزدیک الفاظ حدثنا اور أخبرنا اور انبأنا اور سمعت ایک ہی تھے اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی یوں ہی کہا حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در حالیکہ آپ سچوں کے سچے تھے۔

اور شقیق نے عبد اللہ بن مسعود سے نقل کیا، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی اور حذیفہ نے کہا کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو حدیثیں بیان کیں اور ابو العالیہ نے روایت کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے اور انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو تمہارے رب اللہ تبارک و تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں۔

حدیث نمبر 61

راوی: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

درختوں میں ایک درخت ایسا ہے کہ اس کے پتے نہیں جھڑتے اور مسلمان کی مثال اسی درخت کی سی ہے۔ بتاؤ وہ کون سا درخت ہے؟

یہ سن کر لوگوں کا خیال جنگل کے درختوں کی طرف دوڑا۔

عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ مگر میں اپنی کم سنی کی شرم سے نہ بولا۔ آخر صحابہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے پوچھا کہ وہ کون سا درخت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔

استاد اپنے شاگردوں کا علم آزمانے کے لیے ان سے کوئی سوال کرے

حدیث نمبر 62

راوی: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے کہ اس کے پتے نہیں جھڑتے اور مسلمان کی بھی یہی مثال ہے بتلاؤ وہ کون سا درخت ہے؟
یہ سن کر لوگوں کے خیالات جنگل کے درختوں میں چلے گئے۔

عبداللہ نے کہا کہ میرے دل میں آیا کہ بتلا دوں کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن (وہاں بہت سے بزرگ موجود تھے اس لیے) مجھ کو شرم آئی۔

آخر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہی بیان فرما دیجیئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔

شاگرد کا استاد کے سامنے پڑھنا اور اس کو سننا

اور امام حسن بصری اور سفیان ثوری اور مالک نے شاگرد کے پڑھنے کو جائز کہا ہے اور بعض نے استاد کے سامنے پڑھنے کی دلیل ضمام بن ثعلبہ کی حدیث سے لی ہے۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم فرمایا ہے کہ ہم لوگ نماز پڑھا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

تو یہ گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھنا ہی ٹھہرا۔ ضمام نے پھر جا کر اپنی قوم سے یہ بیان کیا تو انہوں نے اس کو جائز رکھا۔

اور امام مالک نے دستاویز سے دلیل لی جو قوم کے سامنے پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم کو فلاں شخص نے دستاویز پر گواہ کیا اور پڑھنے والا پڑھ کر استاد کو سناتا ہے پھر کہتا ہے مجھ کو فلاں نے پڑھایا۔

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن حسن واسطی نے بیان کیا، کہا انہوں نے عوف سے، انہوں نے حسن بصری سے، انہوں نے کہا عالم کے سامنے پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں۔

اور ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے سفیان ثوری سے سنا، وہ کہتے تھے جب کوئی شخص محدث کو حدیث پڑھ کر سنائے تو کچھ قباحت نہیں اگر یوں کہے کہ اس نے مجھ سے بیان کیا۔

اور میں نے ابو عاصم سے سنا، وہ امام مالک اور سفیان ثوری کا قول بیان کرتے تھے کہ عالم کو پڑھ کر سننا اور عالم کا شاگردوں کے سامنے پڑھنا دونوں برابر ہیں۔

راوی: انس بن مالکؓ

ایک بار ہم مسجد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور اونٹ کو مسجد میں بٹھا کر باندھ دیا۔ پھر پوچھنے لگا تم لوگوں میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون سے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت لوگوں میں تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ سفید رنگ والے بزرگ ہیں جو تکیہ لگائے ہوئے تشریف فرما ہیں۔ تب وہ آپ سے مخاطب ہوا کہ اے عبدالمطلب کے فرزند! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہو میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔

وہ بولا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ دینی باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں اور ذرا سختی سے بھی پوچھوں گا تو آپ اپنے دل میں برانہ مانئے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں جو تمہارا دل چاہے پوچھو۔

تب اس نے کہا کہ میں آپ کو آپ کے رب اور اگلے لوگوں کے رب تبارک و تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے دنیا کے سب لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یا میرے اللہ!

پھر اس نے کہا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات دن میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یا میرے اللہ!

پھر کہنے لگا میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ سال بھر میں اس مہینہ رمضان کے روزے رکھو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یا میرے اللہ!

پھر کہنے لگا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ آپ ہم میں سے جو مالدار لوگ ہیں ان سے زکوٰۃ وصول کر کے ہمارے محتاجوں میں بانٹ دیا کریں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یا میرے اللہ!

تب وہ شخص کہنے لگا جو حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پاس سے لائے ہیں، میں ان پر ایمان لایا اور میں اپنی قوم کے لوگوں کا جو یہاں نہیں آئے ہیں بھیجا ہوا آیا ہوں۔ میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے، میں بنی سعد بن بکر کے خاندان سے ہوں۔

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن مغیرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ثابت نے انس سے نقل کیا، انہوں نے فرمایا:

ہم کو قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرنے سے منع کر دیا گیا تھا اور ہم کو اسی لیے یہ بات پسند تھی کہ کوئی ہوشیار دیہاتی آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دینی امور پوچھے اور ہم سنیں۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک دیہاتی آیا اور اس نے کہا کہ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!) ہمارے ہاں آپ کا مبلغ گیا تھا۔ جس نے ہم کو خبر دی کہ اللہ نے آپ کو اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے، ایسا آپ کا خیال ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے بالکل سچ کہا ہے۔

پھر اس نے پوچھا کہ آسمان کس نے پیدا کئے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے۔

پھر اس نے پوچھا کہ زمین کس نے پیدا کی ہے اور پہاڑ کس نے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے۔

پھر اس نے پوچھا کہ ان میں نفع دینے والی چیزیں کس نے پیدا کی ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل نے۔

پھر اس نے کہا کہ پس اس ذات کی قسم دے کر آپ سے پوچھتا ہوں جس نے زمین و آسمان اور پہاڑوں کو پیدا کیا اور اس

میں منافع پیدا کئے کہ کیا اللہ عزوجل نے آپ کو اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ہاں بالکل سچ ہے۔

پھر اس نے کہا کہ آپ کے مبلغ نے بتلایا ہے کہ ہم پر پانچ وقت کی نمازیں اور مال سے زکوٰۃ ادا کرنا اسلامی فرائض ہیں، کیا یہ

درست ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اس نے بالکل سچ کہا ہے۔

پھر اس نے کہا آپ کو اس ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنایا ہے کیا اللہ پاک ہی نے آپ کو ان چیزوں کا حکم فرمایا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں بالکل درست ہے۔

پھر وہ بولا آپ کے قاصد کا خیال ہے کہ ہم میں سے جو طاقت رکھتا ہو اس پر بیت اللہ کا حج فرض ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں وہ سچا ہے۔

پھر وہ بولا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا کہ کیا اللہ ہی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم فرمایا ہے؟

آپ نے جواب دیا کہ ہاں۔

پھر وہ کہنے لگا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں ان باتوں پر کچھ زیادہ کروں گا نہ کم کروں گا۔ (بلکہ ان ہی کے مطابق اپنی زندگی گزاروں گا)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس نے اپنی بات کو سچ کر دکھایا تو وہ ضرور ضرور جنت میں داخل ہو جائے گا۔

نوٹ:

صنعانی نے کہا یہ حدیث اس مقام پر اسی ایک نسخہ بخاری میں ہے جو فربری پر پڑھا گیا اور کسی نسخہ میں نہیں ہے۔

حدیث نمبر 64

راوی: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اپنا ایک خط دے کر بھیجا اور اسے یہ حکم دیا کہ اسے حاکم بحرین کے پاس لے جائے۔ بحرین کے حاکم نے وہ خط کسریٰ شاہ ایران کے پاس بھیج دیا۔ جس وقت اس نے وہ خط پڑھا تو چاک کر ڈالا

ذیلی راوی کہتے ہیں (ابن مسیب نے) اس کے بعد (مجھ سے کہا کہ) اس واقعہ کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایران کے لیے بد دعا کی کہ وہ بھی چاک شدہ خط کی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔

حدیث نمبر 65

راوی: انس بن مالک رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بادشاہ کے نام دعوت اسلام دینے کے لیے ایک خط لکھا یا لکھنے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ وہ بغیر مہر کے خط نہیں پڑھتے (یعنی بے مہر کے خط کو مستند نہیں سمجھتے) تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ جس میں محمد رسول اللہ کندہ تھا۔ گویا میں (آج بھی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں اس کی سفیدی دیکھ رہا ہوں۔

وہ شخص جو مجلس کے آخر میں بیٹھ جائے اور وہ شخص جو درمیان میں جہاں جگہ دیکھے بیٹھ جائے
(بشرطیکہ دوسروں کو تکلیف نہ ہو)

حدیث نمبر 66

راوی: ابو اقدالیث

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے کہ تین آدمی وہاں آئے ان میں سے دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پہنچ گئے اور ایک واپس چلا گیا۔ پھر وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد ان میں سے ایک نے جب مجلس میں ایک جگہ کچھ گنجائش دیکھی، تو وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا اہل مجلس کے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا جو تھا وہ لوٹ گیا۔ تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گفتگو سے فارغ ہوئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں تین آدمیوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ تو سنو

- ان میں سے ایک نے اللہ سے پناہ چاہی اللہ نے اسے پناہ دی
- اور دوسرے کو شرم آئی تو اللہ بھی اس سے شرمایا کہ اسے بھی بخش دیا
- اور تیسرے شخص نے منہ موڑا، تو اللہ نے بھی اس سے منہ موڑ لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی تفصیل میں کہ

بسا اوقات وہ شخص جسے حدیث پہنچائی جائے سننے والے سے زیادہ حدیث کو یاد رکھ لیتا ہے

حدیث نمبر 67

راوی: عبدالرحمن بن ابی بکرہ (انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی)

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کرتے ہوئے کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اونٹ پر بیٹھے ہوئے تھے اور ایک شخص نے اس کی نکیل تھام رکھی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا آج یہ کون سادن ہے؟

ہم خاموش رہے، حتیٰ کہ ہم سمجھے کہ آج کے دن کا آپ کوئی دوسرا نام اس کے علاوہ تجویز فرمائیں گے

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا آج قربانی کا دن نہیں ہے؟

ہم نے عرض کیا، بیشک۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ کون سا مہینہ ہے؟

ہم اس پر بھی خاموش رہے اور یہ ہی سمجھے کہ اس مہینے کا بھی آپ اس کے نام کے علاوہ کوئی دوسرا نام تجویز فرمائیں گے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا یہ ذی الحجہ کا مہینہ نہیں ہے؟

ہم نے عرض کیا، بیشک۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تو یقیناً تمہاری جائیں اور تمہارے مال اور تمہاری آبرو تمہارے درمیان اسی طرح حرام ہیں جس طرح آج کے دن کی حرمت تمہارے اس مہینے اور اس شہر میں ہے۔ پس جو شخص حاضر ہے اسے چاہیے کہ غائب کو یہ بات پہنچادے، کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ جو شخص یہاں موجود ہے وہ ایسے شخص کو یہ خبر پہنچائے، جو اس سے زیادہ حدیث کا یاد رکھنے والا

ہو۔

اس بیان میں کہ علم (کا درجہ) قول و عمل سے پہلے ہے

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (۴۷:۱۹)

آپ جان لیجئے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے

تو گویا اللہ تعالیٰ نے علم سے ابتداء فرمائی اور حدیث میں ہے:

علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

اور پیغمبروں نے علم ہی کا ورثہ چھوڑا ہے۔ پھر جس نے علم حاصل کیا اس نے دولت کی بہت بڑی مقدار حاصل کر لی۔ اور جو شخص کسی راستے پر حصول علم کے لیے چلے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ آسان کر دیتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (۳۵:۲۸)

اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

اور دوسری جگہ فرمایا:

وَمَا يَعْزِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ (۲۹:۴۳)

اور اس کو عالموں کے سوا کوئی نہیں سمجھتا۔

اور فرمایا:

وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ (۶۷:۱۰)

اور ان لوگوں (کافروں) نے کہا اگر ہم سنتے یا عقل رکھتے تو جہنمی نہ ہوتے۔

اور فرمایا:

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (۳۹:۹)

کیا علم والے اور جاہل برابر ہیں؟

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس شخص کے ساتھ اللہ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عنایت فرمادیتا ہے۔

اور علم تو سیکھنے ہی سے آتا ہے۔

اور ابو ذر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اگر تم اس پر تلوار رکھ دو، اور اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا، اور مجھے گمان ہو کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو ایک کلمہ سنا ہے، گردن کٹنے سے پہلے بیان کر سکوں گا تو یقیناً میں اسے بیان کر ہی دوں گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ حاضر کو چاہیے کہ (میری بات) غائب کو پہنچا دے۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ آیت **كُونُوا أَرْبَابًا** (۷۹:۳) سے مراد حکماء، فقہاء، علماء ہیں۔

اور ربانی اس شخص کو کہا جاتا ہے جو بڑے مسائل سے پہلے چھوٹے مسائل سمجھا کر لوگوں کی علمی تربیت کرے۔

حدیث نمبر 68

راوی: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نصیحت فرمانے کے لیے کچھ دن مقرر کر دیئے تھے اس ڈر سے کہ کہیں ہم کبیدہ خاطر نہ ہو جائیں۔

حدیث نمبر 69

راوی: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

آسانی کرو اور سختی نہ کرو اور خوش کرو اور نفرت نہ دلاؤ۔

اس بارے میں کہ کوئی شخص اہل علم کے لیے کچھ دن مقرر کر دے (تو یہ جائز ہے)

یعنی استاد اپنے شاگردوں کے لیے اوقات مقرر کر سکتا ہے

حدیث نمبر 70

راوی: ابو داؤدؒ

عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کے دن لوگوں کو وعظ سنایا کرتے تھے۔ ایک آدمی نے ان سے کہا اے ابو عبد الرحمن! میں چاہتا ہوں کہ تم ہمیں ہر روز وعظ سنایا کرو۔

انہوں نے فرمایا، تو سن لو کہ مجھے اس امر سے کوئی چیز مانع ہے تو یہ کہ میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ کہیں تم تنگ نہ ہو جاؤ اور میں وعظ میں تمہاری فرصت کا وقت تلاش کیا کرتا ہوں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس خیال سے کہ ہم کبیدہ خاطر نہ ہو جائیں، وعظ کے لیے ہمارے اوقات فرصت کا خیال رکھتے تھے۔

اس بارے میں کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عنایت فرمادیتا ہے

حدیث نمبر 71

راوی: معاویہؓ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین کی سمجھ عنایت فرمادیتا ہے اور میں تو محض تقسیم کرنے والا ہوں، دینے والا تو اللہ ہی ہے اور یہ امت ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گی اور جو شخص ان کی مخالفت کرے گا، انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے۔

علم میں سمجھداری سے کام لینے کے بیان میں

حدیث نمبر 72

راوی: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجور کا ایک گابھالا یا گیا۔ اسے دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درختوں میں ایک درخت ایسا ہے اس کی مثال مسلمان کی طرح ہے۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے ارادہ کیا کہ عرض کروں کہ وہ (درخت) کھجور کا ہے مگر چونکہ میں سب میں چھوٹا تھا اس لیے خاموش رہا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمایا کہ وہ کھجور ہے۔

علم و حکمت میں رشک کرنے کے بیان میں

اور عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ سردار بننے سے پہلے سمجھدار بنو (یعنی دین کا علم حاصل کرو)

اور امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سردار بنائے جانے کے بعد بھی علم حاصل کرو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے بڑھاپے میں بھی دین سیکھا۔

حدیث نمبر 73

راوی: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حسد صرف دو باتوں میں جائز ہے۔

- ایک تو اس شخص کے بارے میں جسے اللہ نے دولت دی ہو اور وہ اس دولت کو راہ حق میں خرچ کرنے پر بھی قدرت رکھتا ہو
- اور ایک اس شخص کے بارے میں جسے اللہ نے حکمت کی دولت سے نوازا ہو اور وہ اس کے ذریعہ سے فیصلہ کرتا ہو اور لوگوں کو اس حکمت کی تعلیم دیتا ہو۔

موسیٰ علیہ السلام کے خضر علیہ السلام کے پاس دریا میں جانے کے ذکر میں

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد جو موسیٰ علیہ السلام کا قول ہے:

هَلْ أَتَيْتَكَ عَلَىٰ أَنْ تُعَلِّمَنِي مَا عَلَّمْتَنِي شِدًّا (۱۸:۶۶)

کہے تو تیرے ساتھ رہوں، اس پر کہ مجھ کو سکھا دے کچھ، جو تجھ کو سکھائی ہے بھلی راہ۔

حدیث نمبر 74

راوی: ابن عباس رضی اللہ عنہ

وہ اور حرب بن قیس بن حصن فزاری موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کے بارے میں بچھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ خضر علیہ السلام تھے۔ پھر ان کے پاس سے ابی بن کعب گزرے تو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں بلایا اور کہا کہ میں اور میرے یہ رفیق موسیٰ علیہ السلام کے اس ساتھی کے بارے میں بحث کر رہے ہیں جس سے انہوں نے ملاقات چاہی تھی۔ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں کچھ ذکر سنا ہے۔

انہوں نے کہا، ہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

ایک دن موسیٰ بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے آپ سے پوچھا کیا آپ جانتے ہیں کہ (دنیا میں) کوئی آپ سے بھی بڑھ کر عالم موجود ہے؟
موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا نہیں۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ ہاں ہمارا بندہ خضر ہے (جس کا علم تم سے زیادہ ہے) موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دریافت کیا کہ خضر علیہ السلام سے ملنے کی کیا صورت ہے؟
اللہ تعالیٰ نے ایک مچھلی کو ان سے ملاقات کی علامت قرار دیا اور ان سے کہہ دیا کہ جب تم اس مچھلی کو گم کر دو تو (واپس) لوٹ جاؤ، تب خضر سے تمہاری ملاقات ہوگی۔

تب موسیٰ چلے اور دریا میں مچھلی کی علامت تلاش کرتے رہے۔ اس وقت ان کے ساتھی نے کہا جب ہم پتھر کے پاس تھے، کیا آپ نے دیکھا تھا، میں اس وقت مچھلی کا کہنا بھول گیا اور شیطان ہی نے مجھے اس کا ذکر بھلا دیا۔
موسیٰ علیہ السلام نے کہا، اسی مقام کی ہمیں تلاش تھی۔ تب وہ اپنے نشانات قدم پر باتیں کرتے ہوئے لوٹے وہاں انہوں نے خضر علیہ السلام کو پایا۔ پھر ان کا وہی قصہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب قرآن میں بیان کیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ ”اللہ اسے قرآن کا علم عطا فرمائیں!“

حدیث نمبر 75

راوی: ابن عباس رضی اللہ عنہ

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سینے سے لگایا اور دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ ”اے اللہ اسے علم کتاب قرآن عطا فرمائیں!“

اس بارے میں کہ بچے کا (حدیث) سننا کس عمر میں صحیح ہے؟

حدیث نمبر 76

راوی: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

میں ایک مرتبہ گدھی پر سوار ہو کر چلا، اس زمانے میں، میں بلوغ کے قریب تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے سامنے دیوار کی آڑ نہ تھی، تو میں بعض صفوں کے سامنے سے گزرا اور گدھی کو چھوڑ دیا۔ وہ چرنے لگی، جب کہ میں صف میں شامل ہو گیا (مگر) کسی نے مجھے اس بات پر ٹوکا نہیں۔

حدیث نمبر 77

راوی: محمود بن الرزیقؒ

انہوں نے کہا کہ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈول سے منہ میں پانی لے کر میرے چہرے پر کھلی فرمائی، اور میں اس وقت پانچ سال کا تھا۔

علم کی تلاش میں نکلنے کے بارے میں

جابر بن عبد اللہ کا ایک حدیث کی خاطر عبد اللہ بن انیس کے پاس جانے کے لیے ایک ماہ کی مسافت طے کرنا۔

حدیث نمبر 78

راوی: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

ابن عباس اور حرب بن قیس بن حصن فزاری موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کے بارے میں جھگڑے۔ اس دوران میں ان کے پاس سے ابی بن کعب گزرے، تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں بلا لیا اور کہا کہ میں اور میرے یہ ساتھی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کے بارے میں بحث کر رہے ہیں جس سے ملنے کی موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی تھی۔ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ ان کا ذکر فرماتے ہوئے سنا ہے؟

ابی نے کہا کہ ہاں! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا حال بیان فرماتے ہوئے سنا ہے۔

آپ فرما رہے تھے کہ ایک بار موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں تھے کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا کیا آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں آپ سے بھی بڑھ کر کوئی عالم موجود ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں۔

تب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ ہاں ہمارا بندہ خضر (علم میں تم سے بڑھ کر) ہے۔

تو موسیٰ علیہ السلام نے ان سے ملنے کی راہ دریافت کی،

اس وقت اللہ تعالیٰ نے (ان سے ملاقات کے لیے) مچھلی کو نشانی قرار دیا اور ان سے کہہ دیا کہ جب تم مچھلی کو نہ پاؤ تو لوٹ جانا، تب تم خضر علیہ السلام سے ملاقات کر لو گے۔

موسیٰ علیہ السلام دریا میں مچھلی کے نشان کا انتظار کرتے رہے۔ تب ان کے خادم نے ان سے کہا۔ کیا آپ نے دیکھا تھا کہ جب ہم پتھر کے پاس تھے، تو میں وہاں مچھلی بھول گیا۔ اور مجھے شیطان ہی نے غافل کر دیا۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ہم اسی مقام کے تو متلاشی تھے، تب وہ اپنے قدموں کے نشانوں پر باتیں کرتے ہوئے واپس لوٹے۔ وہاں خضر علیہ السلام کو انہوں نے پایا۔ پھر ان کا قصہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے۔

پڑھنے اور پڑھانے والے کی فضیلت کے بیان میں

حدیث نمبر 79

راوی: ابو موسیٰؓ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مجھے جس علم و ہدایت کے ساتھ بھیجا ہے اس کی مثال زبردست بارش کی سی ہے جو زمین پر خوب برسے۔ بعض زمین جو صاف ہوتی ہے وہ پانی کو پی لیتی ہے اور بہت بہت سبزہ اور گھاس اگاتی ہے اور بعض زمین جو سخت ہوتی ہے وہ پانی کو روک لیتی ہے اس سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ وہ اس سے سیراب ہوتے ہیں اور سیراب کرتے ہیں۔ اور کچھ زمین کے بعض خطوں پر پانی پڑتا ہے جو بالکل چٹیل میدان ہوتے ہیں۔ نہ پانی روکتے ہیں اور نہ ہی سبزہ اگاتے ہیں۔

تو یہ اس شخص کی مثال ہے جو دین میں سمجھ پیدا کرے اور نفع دے، اس کو وہ چیز جس کے ساتھ میں مبعوث کیا گیا ہوں۔ اس نے علم دین سیکھا اور سکھایا اور اس شخص کی مثال جس نے سر نہیں اٹھایا یعنی توجہ نہیں کی اور جو ہدایت دے کر میں بھیجا گیا ہوں اسے قبول نہیں کیا۔

علم کے زوال اور جہل کی اشاعت کے بیان میں

اور ربیعہ کا قول ہے کہ جس کے پاس کچھ علم ہو، اسے یہ جائز نہیں کہ دوسرے کام میں لگ کر علم کو چھوڑ دے اور اپنے آپ کو ضائع کر دے۔

حدیث نمبر 80

راوی: انسؓ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ (دینی) علم اٹھ جائے گا اور جہل ہی جہل ظاہر ہو جائے گا۔ اور (علائیہ) شراب پی جائے گی اور زنا پھیل جائے گا۔

حدیث نمبر 81

راوی: انسؓ

انہوں نے فرمایا کہ میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں جو میرے بعد تم سے کوئی نہیں بیان کرے گا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ علامات قیامت میں سے یہ ہے:

علم (دین) کم ہو جائے گا۔ جہل ظاہر ہو جائے گا۔ زنا بکثرت ہو گا۔ عورتیں بڑھ جائیں گی اور مرد کم ہو جائیں گے۔ حتیٰ کہ 50 عورتوں کا نگرہاں صرف ایک مرد رہ جائے گا۔

علم کی فضیلت کے بیان میں

حدیث نمبر 82

راوی: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

میں سو رہا تھا (اسی حالت میں) مجھے دودھ کا ایک پیالہ دیا گیا۔ میں نے (خوب اچھی طرح) پی لیا۔ حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ تازگی میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے۔ پھر میں نے اپنا بچا ہوا (دودھ) عمر بن الخطاب کو دے دیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم۔

جانور وغیرہ پر سوار ہو کر فتویٰ دینا جائز ہے

حدیث نمبر 83

راوی: عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ

حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے مسائل دریافت کرنے کی وجہ سے منیٰ میں ٹھہر گئے۔ تو ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نے بے خبری میں ذبح کرنے سے پہلے سر منڈا لیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب ذبح کر لے اور کچھ حرج نہیں۔

پھر دوسرا آدمی آیا، اس نے کہا کہ میں نے بے خبری میں رمی کرنے سے پہلے قربانی کر لی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب رمی کر لے۔ کچھ حرج نہیں۔

ابن عمرو کہتے ہیں اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس چیز کا بھی سوال ہوا، جو کسی نے آگے اور پیچھے کر لی تھی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ اب کر لے اور کچھ حرج نہیں۔

اس شخص کے بارے میں جو ہاتھ یا سر کے اشارے سے فتویٰ کا جواب دے

حدیث نمبر 84

راوی: ابن عباس رضی اللہ عنہما

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے آخری حج میں کسی نے پوچھا کہ میں نے رمی کرنے سے پہلے ذبح کر لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا کچھ حرج نہیں۔ کسی نے کہا کہ میں نے ذبح سے پہلے حلق کرا (سر منڈوا) لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر سے اشارہ فرمادیا کہ کچھ حرج نہیں۔

حدیث نمبر 85

راوی: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایک وقت ایسا آئے گا کہ جب علم اٹھالیا جائے گا۔ جہالت اور فتنے پھیل جائیں گے اور ہرج بڑھ جائے گا۔

آپ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! ہرج سے کیا مراد ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو حرکت دے کر فرمایا اس طرح، گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے قتل مراد لیا۔

حدیث نمبر 86

راوی: اسماءؓ

میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی، وہ نماز پڑھ رہی تھیں، میں نے کہا کہ لوگوں کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا (یعنی سورج کو گہن لگا ہے)

اتنے میں لوگ (نماز کے لیے) کھڑے ہو گئے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، اللہ پاک ہے۔

میں نے کہا کیا یہ گہن کوئی خاص نشانی ہے؟

انہوں نے سر سے اشارہ کیا یعنی ہاں!

پھر میں بھی نماز کے لیے کھڑی ہو گئی۔ حتیٰ کہ مجھے غش آنے لگا، تو میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی۔

پھر نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اس کی صفت بیان فرمائی، پھر فرمایا، جو چیز مجھے پہلے دکھلائی نہیں گئی تھی آج وہ سب اس جگہ میں نے دیکھ لی، یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو بھی دیکھ لیا اور مجھ پر یہ وحی کی گئی کہ تم اپنی قبروں میں آزمائے جاؤ گے،

مثل یا قرب کا کون سا لفظ اسماء نے فرمایا، میں نہیں جانتی، ذیلی راوی فاطمہ کہتی ہیں

یعنی فتنہ دجال کی طرح آزمائے جاؤ گے (کہا جائے گا) قبر کے اندر کہ تم اس آدمی کے بارے میں کیا جانتے ہو؟

تو جو صاحب ایمان یا صاحب یقین ہو گا، (کون سا لفظ فرمایا اسماء رضی اللہ عنہا نے، مجھے یاد نہیں) وہ کہے گا وہ محمد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جو ہمارے پاس اللہ کی ہدایت اور دلیلین لے کر آئے تو ہم نے ان کو قبول کر لیا اور ان کی پیروی کی وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تین بار اسی طرح کہے گا پھر اس سے کہہ دیا جائے گا کہ آرام سے سو جا بیشک ہم نے جان لیا کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یقین رکھتا تھا۔

اور بہر حال منافق یا شکی آدمی، (ذیلی راوی کا کہنا ہے کہ میں نہیں جانتی کہ ان میں سے کون سا لفظ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا) تو وہ منافق یا شکی آدمی کہے گا کہ جو لوگوں کو میں نے کہتے سنا میں نے بھی وہی کہہ دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبیلہ عبد القیس کے وفد کو اس پر آمادہ کرنا کہ وہ ایمان لائیں

اور علم کی باتیں یاد رکھیں اور اپنے پیچھے رہ جانے والوں کو بھی خبر کر دیں

اور مالک بن الحویرث نے فرمایا کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر انہیں دین کا علم سکھاؤ۔

حدیث نمبر 87

راوی: ابو جمرہؓ

میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور لوگوں کے درمیان ترجمانی کے فرائض انجام دیتا تھا ایک مرتبہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قبیلہ عبد القیس کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کون سا وفد ہے؟ یا یہ کون لوگ ہیں؟

انہوں نے کہا کہ ربیعہ خاندان کے لوگ ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مبارک ہو قوم کو آنا مبارک ہو اس وفد کو جو کبھینہ رسوا ہونہ شرمندہ ہو

اس کے بعد انہوں نے عرض کیا کہ ہم ایک دور دراز کونے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ہیں اور ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر کا یہ قبیلہ پڑتا ہے اس کے خوف کی وجہ سے ہم حرمت والے مہینوں کے علاوہ اور ایام میں نہیں آسکتے۔ اس لیے ہمیں کوئی ایسی بات بتلا دیجیے کہ جس کی ہم اپنے پیچھے رہ جانے والے لوگوں کو خبر دے دیں۔ اور اس کی وجہ سے ہم جنت میں داخل ہو سکیں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چار باتوں کا حکم دیا اور چار سے روک دیا۔

اول انہیں حکم دیا کہ ایک اللہ پر ایمان لائیں۔

پھر فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ ایک اللہ پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟

انہوں نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایک اللہ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے سچے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا اور یہ کہ تم مال غنیمت سے پانچواں حصہ ادا کرو

اور چار چیزوں سے منع فرمایا:

دبا، حنتم، اور مزفت کے استعمال سے۔

اور چوتھی چیز کے بارے میں شعبہ کہتے ہیں کہ ابو جمرہ بسا اوقات تنقید کہتے تھے اور بسا اوقات مقید۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان باتوں کو یاد رکھو اور اپنے پیچھے رہ جانے والوں کو بھی ان کی خبر کر دو۔

جب کوئی مسئلہ درپیش ہو تو اس کے لیے سفر کرنا (کیسا ہے؟)

حدیث نمبر 88

راوی: عبد اللہ بن ابی ملیکہؓ

عقبہ ابن الحارث کے واسطے سے نقل کیا کہ عقبہ نے ابوہاب بن عزیز کی لڑکی سے نکاح کیا تو ان کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ میں نے عقبہ کو اور جس سے اس کا نکاح ہوا ہے، اس کو دودھ پلایا ہے۔ یہ سن کر عقبہ نے کہا، مجھے نہیں معلوم کہ تو نے مجھے دودھ پلایا ہے اور نہ تو نے کبھی مجھے بتایا ہے۔

تب عقبہ سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور آپ سے اس کے متعلق دریافت کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کس طرح تم اس لڑکی سے رشتہ رکھو گے (حالانکہ) اس کے متعلق یہ کہا گیا ہے۔ تب عقبہ بن حارث نے اس لڑکی کو چھوڑ دیا اور اس نے دوسرا خاوند کر لیا۔

اس بارے میں کہ (طلباء کا) علم کے لیے (استاد کی خدمت میں) اپنی اپنی باری مقرر کرنا درست ہے

حدیث نمبر 89

راوی: عمر رضی اللہ عنہ

میں اور میرا ایک انصاری پڑوسی دونوں اطراف مدینہ کے ایک گاؤں بنی امیہ بن زید میں رہتے تھے جو مدینہ کے پورب کی طرف بلند گاؤں میں سے ہے۔ ہم دونوں باری باری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک دن وہ آتا، ایک دن میں آتا۔ جس دن میں آتا اس دن کی وحی کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ دیگر باتوں کی اس کو خبر دے دیتا تھا اور جب وہ آتا تھا تو وہ بھی اسی طرح کرتا۔

تو ایک دن وہ میرا انصاری ساتھی اپنی باری کے روز حاضر خدمت ہوا جب واپس آیا تو اس نے میرا دروازہ بہت زور سے کھٹکھٹایا اور میرے بارے میں پوچھا کہ کیا عمر یہاں ہیں؟

میں گھبرا کر اس کے پاس آیا۔ وہ کہنے لگا کہ ایک بڑا معاملہ پیش آ گیا ہے۔ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے)

پھر میں اپنی بیٹی حفصہ کے پاس گیا، وہ رو رہی تھی۔ میں نے پوچھا، کیا تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دے دی ہے؟

وہ کہنے لگی میں نہیں جانتی۔

پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے کھڑے کھڑے کہا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ یہ افواہ غلط ہے

تب میں نے تعجب سے کہا اللہ اکبر اللہ بہت بڑا ہے۔

استاد شاگردوں کی جب کوئی ناگواریات دیکھے تو وعظ کرتے اور تعلیم دیتے وقت ان پر خفا ہو سکتا ہے

حدیث نمبر 90

راوی: ابو مسعود انصاریؓ

ایک شخص (حزم بن ابی کعب) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! فلاں شخص (معاذ بن جبل) لمبی نماز پڑھاتے ہیں اس لیے میں (جماعت کی) نماز میں شریک نہیں ہو سکتا کیونکہ میں دن بھر اونٹ چرانے کی وجہ سے رات کو تھک کر چکنا چور ہو جاتا ہوں اور طویل قرأت سننے کی طاقت نہیں رکھتا ابو مسعود راوی کہتے ہیں کہ اس دن سے زیادہ میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وعظ کے دوران اتنا غضب ناک نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے لوگو! تم ایسی شدت اختیار کر کے لوگوں کو دین سے نفرت دلانے لگے ہو۔ سن لو جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو وہ ہلکی پڑھائے، کیونکہ ان میں بیمار، کمزور اور حاجت والے سب ہی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔

حدیث نمبر 91

راوی: زید بن خالد الجہنیؓ

ایک شخص (عمیر یا بلال) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑی ہوئی چیز کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس کی بندھن پہچان لے یا فرمایا کہ اس کا برتن اور تھیلی پہچان لے پھر ایک سال تک اس کا اعلان کرو پھر اس کا مالک نہ ملے تو اس سے فائدہ اٹھاؤ اور اگر اس کا مالک آجائے تو اسے سونپ دو۔ اس نے پوچھا کہ اچھا گم شدہ اونٹ کے بارے میں کیا حکم ہے؟

آپ کو اس قدر غصہ آگیا کہ رخسار مبارک سرخ ہو گئے۔ یا راوی نے یہ کہا کہ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تجھے اونٹ سے کیا واسطہ؟ اس کے ساتھ خود اس کی مشک ہے اور اس کے پاؤں کے سم ہیں۔ وہ خود پانی پر پینچے گا اور خود پنی لے گا اور خود درخت پر چرے گا۔ لہذا اسے چھوڑ دو یہاں تک کہ اس کا مالک مل جائے۔

اس نے کہا کہ اچھا گم شدہ بکری کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی، ورنہ بھیڑیے کی (غذا) ہے۔

استاد شاگردوں کی جب کوئی ناگواری بات دیکھے تو وعظ کرتے اور تعلیم دیتے وقت ان پر خفا ہو سکتا ہے

حدیث نمبر 92

راوی: ابو موسیٰؓ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ایسی باتیں دریافت کی گئیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا معلوم ہوا اور جب اس قسم کے سوالات کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت زیادتی کی گئی تو آپ کو غصہ آگیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا اچھا اب مجھ سے جو چاہو پوچھو۔ تو ایک شخص نے دریافت کیا کہ میرا باپ کون ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تیرا باپ حذافہ ہے۔

پھر دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور اس نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا باپ سالم شبیبیہ کا آزاد کردہ غلام ہے۔

آخر عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے چہرہ مبارک کا حال دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ! ہم ان باتوں کے دریافت کرنے سے اللہ سے توبہ کرتے ہیں۔

اس شخص کے بارے میں جو امام یا محدث کے سامنے دوزانو (ہو کر ادب کے ساتھ) بیٹھے

حدیث نمبر 93

راوی: انس بن مالکؓ

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے تو عبد اللہ بن حذافہ کھڑے ہو کر پوچھنے لگے کہ یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حذافہ،

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرمایا کہ مجھ سے پوچھو، تو عمر رضی اللہ عنہ نے دوزانو ہو کر عرض کیا کہ ہم اللہ کے رب

ہونے پر، اسلام کے دین ہونے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہیں اور یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

اس بارے میں کہ کوئی شخص سمجھانے کے لیے (ایک) بات کو تین مرتبہ دہرائے تو یہ ٹھیک ہے

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے **ألا وقول الزور** اس کو تین بار دہراتے رہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو پہنچا دیا یہ جملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ دہرایا۔

حدیث نمبر 94

راوی: انس رضی اللہ عنہ

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کرتے تو تین بار سلام کرتے اور جب کوئی کلمہ ارشاد فرماتے تو اسے تین بار دہراتے یہاں تک کہ خوب سمجھ لیا جاتا۔

حدیث نمبر 95

راوی: انس بن مالک رضی اللہ عنہ

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کلمہ ارشاد فرماتے تو اسے تین بار لوٹاتے یہاں تک کہ خوب سمجھ لیا جاتا۔ اور جب کچھ لوگوں کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور انہیں سلام کرتے تو تین بار سلام کرتے۔

حدیث نمبر 96

راوی: عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما

ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے پیچھے رہ گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے قریب پہنچے۔ تو عصر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا یا تنگ ہو گیا تھا اور ہم وضو کر رہے تھے۔ ہم اپنے پیروں پر پانی کا ہاتھ پھیرنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے فرمایا:

آگ کے عذاب سے ان ایڑیوں کی (جو خشک رہ جائیں) خرابی ہے۔

یہ دو مرتبہ فرمایا یا تین مرتبہ۔

اس بارے میں کہ مرد کا اپنی باندی اور گھر والوں کو تعلیم دینا

حدیث نمبر 97

راوی: ابو بردہ نے اپنے باپ کے واسطے سے نقل کیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن کے لیے دو گنا اجر ہے۔

- ایک وہ جو اہل کتاب سے ہو اور اپنے نبی پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے

- اور دوسرے وہ غلام جو اپنے آقا اور اللہ دونوں کا حق ادا کرے

- اور تیسرے وہ آدمی جس کے پاس کوئی لونڈی ہو۔ جس سے شب باشی کرتا ہے اور اسے تربیت دے تو اچھی تربیت

دے، تعلیم دے تو عمدہ تعلیم دے، پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے، تو اس کے لیے دو گنا اجر ہے۔

اس بارے میں کہ امام کا عورتوں کو بھی نصیحت کرنا اور تعلیم دینا

حدیث نمبر 98

راوی: ابن عباس رضی اللہ عنہما

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ عید کے موقع پر مردوں کی صفوں میں سے نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ کو خیال ہوا کہ عورتوں کو خطبہ اچھی طرح نہیں سنائی دیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں علیحدہ نصیحت فرمائی اور صدقے کا حکم دیا

یہ وعظ سن کر کوئی عورت بالی اور کوئی عورت انگوٹھی ڈالنے لگی اور بلال رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کے دامن میں (یہ چیزیں) لینے لگے۔

علم حدیث حاصل کرنے کی حرص کے بارے میں

حدیث نمبر 99

راوی: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

ابو ہریرہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے سب سے زیادہ سعادت کسے ملے گی؟

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مجھے یقین تھا کہ تم سے پہلے کوئی اس کے بارے میں مجھ سے دریافت نہیں کرے گا۔ کیونکہ میں نے حدیث کے متعلق تمہاری حرص دیکھ لی تھی۔

سنو! قیامت میں سب سے زیادہ فیض یاب میری شفاعت سے وہ شخص ہو گا، جو سچے دل سے یا سچے جی سے لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ کہے گا۔

اس بیان میں کہ علم کس طرح اٹھایا جائے گا؟

خلیفہ خامس عمر بن عبدالعزیز نے ابو بکر بن حزم کو لکھا کہ تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی بھی حدیثیں ہوں، ان پر نظر کرو اور انہیں لکھ لو، کیونکہ مجھے علم دین کے مٹنے اور علماء دین کے ختم ہو جانے کا اندیشہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کی حدیث قبول نہ کرو اور لوگوں کو چاہیے کہ علم پھیلائیں اور ایک جگہ جم کر بیٹھیں تاکہ جاہل بھی جان لے اور علم چھپانے ہی سے ضائع ہوتا ہے۔

حدیث نمبر 100

راوی: عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ علم کو اس طرح نہیں اٹھالے گا کہ اس کو بندوں سے چھین لے۔ بلکہ وہ پختہ کار علماء کو موت دے کر علم کو اٹھائے گا۔ حتیٰ کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے، ان سے سوالات کیے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے جواب دیں گے۔ اس لیے خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

اس بیان میں کہ کیا عورتوں کی تعلیم کے لیے کوئی خاص دن مقرر کیا جاسکتا ہے؟

حدیث نمبر 101

راوی: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ

عورتوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فائدہ اٹھانے میں مرد ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں، اس لیے آپ اپنی طرف سے ہمارے وعظ کے لیے بھی کوئی دن خاص فرمادیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرمایا۔

اس دن عورتوں سے آپ نے ملاقات کی اور انہیں وعظ فرمایا اور احکام سنائے جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا اس میں یہ بات بھی تھی:

جو کوئی عورت تم میں سے اپنے تین لڑکے آگے بھیج دے گی تو وہ اس کے لیے دوزخ سے پناہ بن جائیں گے۔

اس پر ایک عورت نے کہا، اگر دو بچے بھیج دے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اور دو کا بھی یہ حکم ہے۔

حدیث نمبر 102

راوی: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث روایت کرتے ہیں۔

اور دوسری سند میں عبد الرحمن الاصبہانی کہتے ہیں کہ میں نے ابو حازم سے سنا، وہ ابو ہریرہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ایسے تین بچے جو ابھی بلوغت کو نہ پہنچے ہوں۔

اس بارے میں کہ ایک شخص کوئی بات سنے اور نہ سمجھے تو دوبارہ دریافت کر لے

تاکہ وہ اسے (اچھی طرح) سمجھ لے، یہ جائز ہے

حدیث نمبر 103

راوی: ابن ابی ملیکہؓ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی عائشہ رضی اللہ عنہا جب کوئی ایسی باتیں سنتیں جس کو سمجھ نہ پاتیں تو دوبارہ اس کو معلوم کرتیں تاکہ سمجھ لیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے حساب لیا گیا اسے عذاب کیا جائے گا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ سن کر میں نے کہا کہ کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ عنقریب اس سے آسان حساب لیا جائے گا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ صرف اللہ کے دربار میں پیشی کا ذکر ہے۔ لیکن جس کے حساب میں جانچ پڑتال کی گئی (سمجھو) وہ غارت ہو گیا۔

اس بارے میں کہ جو لوگ موجود ہیں وہ غائب شخص کو علم پہنچائیں

حدیث نمبر 104

راوی: سعید بن ابی سعیدؓ

ابو شریح سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عمرو بن سعید والی مدینہ سے جب وہ مکہ میں ابن زبیر سے لڑنے کے لیے فوجیں بھیج رہے تھے کہا کہ اے امیر! مجھے آپ اجازت دیں تو میں وہ حدیث آپ سے بیان کر دوں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دوسرے دن ارشاد فرمائی تھی، اس حدیث کو میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے اسے یاد رکھا ہے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ حدیث فرما رہے تھے تو میری آنکھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا:

مکہ کو اللہ نے حرام کیا ہے، آدمیوں نے حرام نہیں کیا۔ تو سن لو کہ کسی شخص کے لیے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو جائز نہیں ہے کہ مکہ میں خون ریزی کرے، یا اس کا کوئی پیڑ کاٹے، پھر اگر کوئی اللہ کے رسول کے لڑنے کی وجہ سے اس کا جواز نکالے تو اس سے کہہ دو اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اجازت دی تھی، تمہارے لیے نہیں دی اور مجھے بھی دن کے کچھ لمحوں کے لیے اجازت ملی تھی۔ آج اس کی حرمت لوٹ آئی، جیسی کل تھی۔ اور حاضر غائب کو یہ بات پہنچادے۔

یہ حدیث سننے کے بعد راوی حدیث ابو شریح سے پوچھا گیا کہ آپ کی یہ بات سن کر عمرو نے کیا جواب دیا؟

کہا یوں کہ اے ابو شریح! حدیث کو میں تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ مگر حرم (مکہ) کسی خطا کار کو یا خون کر کے اور فتنہ پھیلا کر بھاگ آنے والے کو پناہ نہیں دیتا۔

حدیث نمبر 105

راوی: ابن ابی بکرہؓ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تمہارے خون اور تمہارے مال، ذیلی راوی محمد کہتے ہیں کہ میرے خیال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وأعرضکم کالفظ بھی فرمایا۔ یعنی اور تمہاری آبروئیں تم پر حرام ہیں۔ جس طرح تمہارے آج کے دن کی حرمت تمہارے اس مہینے میں۔ سن لو! یہ خبر حاضر غائب کو پہنچا دے۔

اور محمد راوی حدیث کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔

پھر دوبارہ فرمایا کہ کیا میں نے اللہ کا یہ حکم تمہیں نہیں پہنچا دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے والے کا گناہ کس درجے کا ہے

حدیث نمبر 106

راوی: حضرت علی رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر جھوٹ مت بولو۔ کیونکہ جو مجھ پر جھوٹ باندھے وہ دوزخ میں داخل ہو۔

حدیث نمبر 107

راوی: عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما

انہوں نے کہا میں نے اپنے باپ یعنی زبیر سے عرض کیا کہ میں نے کبھی آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث نہیں سنیں۔ جیسا کہ فلاں، فلاں بیان کرتے ہیں،

کہا میں کبھی آپ سے الگ تھلگ نہیں رہا لیکن میں نے آپ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے گا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔

حدیث نمبر 108

راوی: انس رضی اللہ عنہ

مجھے بہت سی حدیثیں بیان کرنے سے یہ بات روکتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔

حدیث نمبر 109

راوی: سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص میرے نام سے وہ بات بیان کرے جو میں نے نہیں کہی تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔

حدیث نمبر 110

راوی: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

- اپنی اولاد کا میرے نام کے اوپر نام رکھو۔ مگر میری کنیت اختیار نہ کرو
- اور جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا تو بلاشبہ اس نے مجھے دیکھا۔ کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا
- اور جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے وہ دوزخ میں اپنا ٹھکانہ تلاش کرے۔

(دینی) علم کو قلم بند کرنے کے جواز میں

حدیث نمبر 111

راوی: شعبی رحمہ اللہ

ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس کوئی اور بھی کتاب ہے؟

انہوں نے فرمایا کہ نہیں، مگر اللہ کی کتاب قرآن ہے یا پھر فہم ہے جو وہ ایک مسلمان کو عطا کرتا ہے۔ یا پھر جو کچھ اس صحیفے میں ہے۔

میں نے پوچھا، اس صحیفے میں کیا ہے؟

انہوں نے فرمایا، دیت اور قیدیوں کی رہائی کا بیان ہے اور یہ حکم کہ مسلمان، کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔

حدیث نمبر 112

راوی: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

قبیلہ خزاعہ کے کسی شخص نے بنو لیث کے کسی آدمی کو اپنے کسی مقتول کے بدلے میں مار دیا تھا، یہ فتح مکہ والے سال کی بات ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی گئی، آپ نے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ پڑھا اور فرمایا:

اللہ نے مکہ سے قتل یا با تھی کو روک لیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس لفظ کو شک کے ساتھ سمجھو، ایسا ہی ابو نعیم وغیرہ نے القتل اور الفیل کہا ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے لوگ الفیل کہتے ہیں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ نے ان پر اپنے رسول اور مسلمان کو غالب کر دیا اور سمجھ لو کہ وہ (مکہ) کسی کے لیے حلال نہیں ہوا۔ نہ مجھ سے پہلے اور نہ آئندہ کبھی ہو گا اور میرے لیے بھی صرف دن کے تھوڑے سے حصہ کے لیے حلال کر دیا گیا تھا۔ سن لو کہ وہ اس وقت حرام ہے۔ نہ اس کا کوئی کاٹا توڑا جائے، نہ اس کے درخت کاٹے جائیں اور اس کی گرمی پڑی چیزیں بھی وہی اٹھائے جس کا منشاء یہ ہو کہ وہ اس چیز کا تعارف کر دے گا۔

تو اگر کوئی شخص مارا جائے تو اس کے عزیزوں کو اختیار ہے دو باتوں کا، یادیت لیں یا بدلہ۔

اتنے میں ایک یمنی آدمی (ابوشاہ نامی) آیا اور کہنے لگا یہ مسائل میرے لیے لکھو ادھیجئے۔

تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو فلاں کے لیے یہ مسائل لکھ دو۔

تو ایک قریشی شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ! مگر اذخر! (یعنی اذخر کاٹنے کی اجازت دے دیجئے) کیونکہ اسے ہم گھروں کی چھتوں پر ڈالتے ہیں۔ یا مٹی ملا کر اپنی قبروں میں بھی ڈالتے ہیں
یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں مگر اذخر، مگر اذخر۔

حدیث نمبر 113

راوی: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے علاوہ مجھ سے زیادہ کوئی حدیث بیان کرنے والا نہیں تھا۔ مگر وہ لکھ لیا کرتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔

حدیث نمبر 114

راوی: عبید اللہ بن عبد اللہ

ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض میں شدت ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس سامان کتابت لاؤ تاکہ تمہارے لیے ایک تحریر لکھ دوں، تاکہ بعد میں تم گمراہ نہ ہو سکو، اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے (لوگوں سے) کہا کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تکلیف کا غلبہ ہے اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب قرآن موجود ہے جو ہمیں (ہدایت کے لیے) کافی ہے۔

اس پر لوگوں کی رائے مختلف ہو گئی اور شور و غل زیادہ ہونے لگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس سے اٹھ کھڑے ہو، میرے پاس جھگڑنا ٹھیک نہیں،

اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ کہتے ہوئے نکل آئے کہ بیشک مصیبت بڑی سخت مصیبت ہے (وہ چیز جو) ہمارے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آپ کی تحریر کے درمیان حائل ہو گئی۔

اس بیان میں کہ رات کو تعلیم دینا اور وعظ کرنا جائز ہے

حدیث نمبر 115

راوی: ام سلمہ رضی اللہ عنہا

ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیدار ہوتے ہی فرمایا:

سبحان اللہ! آج کی رات کس قدر فتنے اتارے گئے ہیں اور کتنے ہی خزانے بھی کھولے گئے ہیں۔ ان حجرہ والیوں کو جگاؤ۔ کیونکہ بہت سی عورتیں جو دنیا میں (باریک) کپڑا پہننے والی ہیں وہ آخرت میں ننگی ہوں گی۔

اس بارے میں کہ سونے سے پہلے رات کے وقت علمی باتیں کرنا جائز ہے

حدیث نمبر 116

راوی: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

آخر عمر میں ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

تمہاری آج کی رات وہ ہے کہ اس رات سے سو برس کے آخر تک کوئی شخص جو زمین پر ہے وہ باقی نہیں رہے گا۔

حدیث نمبر 117

راوی: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

ایک رات میں نے اپنی خالہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گزاری اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (اس دن) ان کی رات میں ان ہی کے گھر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز مسجد میں پڑھی۔ پھر گھر تشریف لائے اور چار رکعت نماز نفل پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے،

پھر اٹھے اور فرمایا کہ ابھی تک یہ لڑکا سو رہا ہے یا اسی جیسا لفظ فرمایا۔

پھر آپ (نماز پڑھنے) کھڑے ہو گئے اور میں بھی وضو کر کے آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دائیں جانب (کھڑا) کر لیا، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ رکعت پڑھیں۔ پھر دو پڑھیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے۔ یہاں تک کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خراٹے کی آواز سنی، پھر آپ کھڑے ہو کر نماز کے لیے باہر تشریف لے آئے۔

حدیث نمبر 118

راوی: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت حدیثیں بیان کرتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ قرآن میں دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں کوئی حدیث بیان نہ کرتا۔ پھر یہ آیت پڑھی:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّعْنُونَ

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُّوْا فَاُولَٰئِكَ أَثُوبٌ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ (۲:۱۵۹، ۱۶۰)

جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ ہم نے اتارا صاف حکم اور راہ کے نشان، بعد اسکے کہ ہم انکو کھول چکے لوگوں کے واسطے کتاب میں، ان کو لعنت دیتا ہے اللہ، اور لعنت دیتے ہیں سب لعنت دینے والے۔

مگر جنہوں نے توبہ کی اور سنوارا اور بیان کر دیا تو ان کو معاف کرتا ہوں، اور میں ہوں معاف کرنے والا مہربان۔

واقعہ یہ ہے کہ ہمارے مہاجرین بھائی تو بازار کی خرید و فروخت میں لگے رہتے تھے اور انصار بھائی اپنی جائیدادوں میں مشغول رہتے اور ابو ہریرہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جی بھر کر رہتا تا کہ آپ کی رفاقت میں شکم پری سے بھی بے فکری رہے اور (ان مجلسوں میں) حاضر رہتا جن (مجلسوں) میں دوسرے حاضر نہ ہوتے اور وہ (باتیں) محفوظ رکھتا جو دوسرے محفوظ نہیں رکھ سکتے تھے۔

علم کو محفوظ رکھنے کے بیان میں

حدیث نمبر 119

راوی: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت باتیں سنتا ہوں، مگر بھول جاتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ، میں نے اپنی چادر پھیلائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کی چلو بنائی اور میری چادر میں ڈال دی فرمایا کہ چادر کو لپیٹ لو۔

میں نے چادر کو اپنے بدن پر لپیٹ لیا، پھر اس کے بعد میں کوئی چیز نہیں بھولا۔

حدیث نمبر 120

راوی: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم کے دو برتن (kinds of knowledge) یاد کر لیے ہیں، ایک کو میں نے پھیلا دیا ہے اور دوسرا برتن اگر میں پھیلاؤں تو میرا یہ نر خرا کاٹ دیا جائے۔

اس بارے میں کہ عالموں کی بات خاموشی سے سننا ضروری ہے

حدیث نمبر 121

راوی: جریر رضی اللہ عنہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ لوگوں کو بالکل خاموش کر دو تاکہ وہ خوب سن لیں۔ پھر فرمایا، لوگو! میرے بعد پھر کافر مت بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔

اس بیان میں کہ جب کسی عالم سے یہ پوچھا جائے کہ لوگوں میں کون سب سے زیادہ علم رکھتا ہے؟

تو بہتر یہ ہے کہ اللہ کے حوالے کر دے

یعنی یہ کہہ دے کہ اللہ سب سے زیادہ علم رکھتا ہے یا یہ کہ اللہ ہی جانتا ہے کہ کون سب سے بڑا عالم ہے

حدیث نمبر 122

راوی: سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ

میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نوف بکالی کا یہ خیال ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جو خضر علیہ السلام کے پاس گئے تھے وہ موسیٰ بنی اسرائیل والے نہیں تھے بلکہ دوسرے موسیٰ تھے، یہ سن کر ابن عباس رضی اللہ عنہما بولے کہ اللہ کے دشمن نے جھوٹ کہا ہے۔

ہم سے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ ایک روز موسیٰ علیہ السلام نے کھڑے ہو کر بنی اسرائیل میں خطبہ دیا، تو آپ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ صاحب علم کون ہے؟

انہوں نے فرمایا کہ میں ہوں۔

اس وجہ سے اللہ کا غصہ ان پر ہوا کہ انہوں نے علم کو اللہ کے حوالے کیوں نہ کر دیا۔ تب اللہ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندوں میں سے ایک بندہ دریاؤں کے سنگم پر ہے۔ وہ تجھ سے زیادہ عالم ہے،

موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے پروردگار! میری ان سے ملاقات کیسے ہو؟

حکم ہوا کہ ایک مچھلی زنبیل میں رکھ لو، پھر جہاں تم اس مچھلی کو گم کر دو گے تو وہ بندہ تمہیں وہیں ملے گا۔

تب موسیٰ علیہ السلام چلے اور ساتھ اپنے خادم یوشع بن نون کو لے لیا اور انہوں نے زنبیل میں مچھلی رکھ لی، جب ایک پتھر کے پاس پہنچے، دونوں اپنے سر اس پر رکھ کر سو گئے اور مچھلی زنبیل سے نکل کر دریا میں اپنی راہ بناتی چلی گئی اور یہ بات موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی کے لیے بے حد تعجب کی تھی، پھر دونوں باقی رات اور دن میں جتنا وقت باقی تھا چلتے رہے، جب صبح ہوئی موسیٰ علیہ السلام نے خادم سے کہا، ہمارا ناشتہ لاؤ، اس سفر میں ہم نے کافی تکلیف اٹھائی ہے

اور موسیٰ علیہ السلام بالکل نہیں تھکے تھے، مگر جب اس جگہ سے آگے نکل گئے، جہاں تک انہیں جانے کا حکم ملا تھا، تب ان کے خادم نے کہا، کیا آپ نے دیکھا تھا کہ جب ہم صحرہ کے پاس ٹھہرے تھے تو میں مچھلی کا ذکر بھول گیا، یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام بولے کہ یہ ہی وہ جگہ ہے جس کی ہمیں تلاش تھی، تو وہ پچھلے پاؤں واپس ہو گئے،

جب پتھر تک پہنچے تو دیکھا کہ ایک شخص کپڑا اوڑھے ہوئے موجود ہے موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سلام کیا، خضر علیہ السلام نے کہا کہ تمہاری سر زمین میں سلام کہاں؟

پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں موسیٰ علیہ السلام ہوں،

خضر بولے کہ بنی اسرائیل کے موسیٰ؟

انہوں نے جواب دیا کہ ہاں!

پھر کہا کیا میں آپ کے ساتھ چل سکتا ہوں، تاکہ آپ مجھے ہدایت کی وہ باتیں بتلائیں جو اللہ نے خاص آپ ہی کو سکھائی ہیں۔

خضر علیہ السلام بولے کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے۔ اسے موسیٰ! مجھے اللہ نے ایسا علم دیا ہے جسے تم نہیں جانتے اور تم کو جو علم دیا ہے اسے میں نہیں جانتا۔

اس پر موسیٰ نے کہا کہ اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صابر پاؤ گے اور میں کسی بات میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ پھر دونوں دریا کے کنارے کنارے پیدل چلے، ان کے پاس کوئی کشتی نہ تھی کہ ایک کشتی ان کے سامنے سے گزری، تو کشتی والوں سے انہوں نے کہا کہ ہمیں بٹھالو۔ خضر علیہ السلام کو انہوں نے پہچان لیا اور بغیر کرایہ کے سوار کر لیا، اتنے میں ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھ گئی، پھر سمندر میں اس نے ایک یادو چو نہیں ماریں اسے دیکھ کر خضر علیہ السلام بولے کہ اے موسیٰ! میرے اور تمہارے علم نے اللہ کے علم میں سے اتنا ہی کم کیا ہو گا جتنا اس چڑیا نے سمندر کے پانی سے پھر خضر علیہ السلام نے کشتی کے تختوں میں سے ایک تختہ نکال ڈالا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ان لوگوں نے تو ہمیں کرایہ لیے بغیر مفت میں سوار کیا اور آپ نے ان کی کشتی کی لکڑی اکھاڑ ڈالی تاکہ یہ ڈوب جائیں، خضر علیہ السلام بولے کہ کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے؟

اس پر موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ بھول پر میری گرفت نہ کرو۔

موسیٰ علیہ السلام نے بھول کر یہ پہلا اعتراض کیا تھا۔ پھر دونوں چلے کشتی سے اتر کر

ایک لڑکا بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، خضر علیہ السلام نے اوپر سے اس کا سر پکڑ کر ہاتھ سے اسے الگ کر دیا۔

موسیٰ علیہ السلام بول پڑے کہ آپ نے ایک بے گناہ بچے کو بغیر کسی جانی حق کے مار ڈالا غضب ہو گیا

خضر علیہ السلام بولے کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے

پھر دونوں چلتے رہے۔ حتیٰ کہ ایک گاؤں والوں کے پاس آئے، ان سے کھانا لینا چاہا۔ انہوں نے کھانا کھلانے سے انکار کر

دیا۔ انہوں نے وہیں دیکھا کہ ایک دیوار اسی گاؤں میں گرنے کے قریب تھی۔ خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کے اشارے

سے اسے سیدھا کر دیا۔

موسیٰ بول اٹھے کہ اگر آپ چاہتے تو گاؤں والوں سے اس کام کی مزدوری لے سکتے تھے۔

خضر نے کہا کہ بس اب ہم اور تم میں جدائی کا وقت آ گیا ہے۔

جناب محبوب کبریٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ موسیٰ پر رحم کرے، ہماری تمنا تھی کہ موسیٰ کچھ دیر اور

صبر کرتے تو مزید واقعات ان دونوں کے بیان کئے جاتے اور ہمارے سامنے روشنی میں آتے، مگر موسیٰ علیہ السلام کی عجلت

نے اس علم لدنی کے سلسلہ کو جلد ہی منقطع کر دیا۔

کھڑے ہو کر کسی عالم سے سوال کرنا جو بیٹھا ہو

حدیث نمبر 123

راوی: ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ کی راہ میں لڑائی کی کیا صورت ہے؟ کیونکہ ہم میں سے کوئی غصہ کی وجہ سے اور کوئی غیرت کی وجہ سے جنگ کرتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سر اٹھایا، اور سراسی لیے اٹھایا کہ پوچھنے والا کھڑا ہوا تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ کے کلمے کو سر بلند کرنے کے لیے لڑے، وہ اللہ کی راہ میں لڑتا ہے۔

رمی جمار (یعنی حج میں پتھر پھینکنے) کے وقت بھی مسئلہ پوچھنا جائز ہے

حدیث نمبر 124

راوی: عبد اللہ بن عمروؓ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رمی جمار کے وقت دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا جا رہا تھا تو ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں نے رمی سے قبل قربانی کر لی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب رمی کر لو کچھ حرج نہیں ہوا۔ دوسرے نے کہا، یا رسول اللہ! میں نے قربانی سے پہلے سر منڈا لیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب قربانی کر لو کچھ حرج نہیں۔ اس وقت جس چیز کے بارے میں جو آگے پیچھے ہو گئی تھی، آپ سے پوچھا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہی جواب دیا ابکر لو کچھ حرج نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تشریح میں کہ تمہیں تھوڑا علم دیا گیا ہے

حدیث نمبر 125

راوی: عبداللہ بن مسعودؓ

ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے کھنڈرات میں چل رہا تھا اور آپ کھجور کی چھڑی پر سہارا دے کر چل رہے تھے، تو کچھ یہودیوں کا ادھر سے گزر ہوا، ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ آپ سے روح کے بارے میں کچھ پوچھو، ان میں سے کسی نے کہا مت پوچھو، ایسا نہ ہو کہ وہ کوئی ایسی بات کہہ دیں جو تمہیں ناگوار ہو مگر ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم ضرور پوچھیں گے،

پھر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا، اے ابوالقاسم! روح کیا چیز ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی،

میں نے دل میں کہا کہ آپ پر وحی آرہی ہے۔ اس لیے میں کھڑا ہو گیا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ کیفیت دور ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی یہ آیت جو اس وقت نازل ہوئی تھی تلاوت فرمائی:

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا (۱۷:۸۵)

اے نبی! تم سے یہ لوگ روح کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ کہہ دو کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے۔

اور تمہیں علم کا بہت تھوڑا حصہ دیا گیا ہے۔

اس لیے تم روح کی حقیقت نہیں سمجھ سکتے۔

اس بارے میں کہ کوئی شخص بعض باتوں کو اس خوف سے چھوڑ دے کہ کہیں لوگ اپنی کم فہمی کی وجہ سے

اس سے زیادہ سخت (یعنی ناجائز) باتوں میں مبتلا نہ ہو جائیں

حدیث نمبر 126

راوی: اسودؓ

مجھ سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا تم سے بہت باتیں چھپا کر کہتی تھیں، تو کیا تم سے کعبہ کے بارے میں بھی کچھ بیان کیا،

میں نے کہا ہاں مجھ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا تھا:
 اے عائشہ! اگر تیری قوم دور جاہلیت کے ساتھ نہ ہوتی بلکہ پرانی ہو گئی ہوتی (ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا یعنی زمانہ کفر
 کے ساتھ) قریب نہ ہوتی تو میں کعبہ کو توڑ دیتا اور اس کے لیے دو دروازے بنا دیتا۔ ایک دروازے سے لوگ داخل ہوتے
 اور دوسرے دروازے سے باہر نکلتے،
 بعد میں ابن زبیر نے یہ کام کیا۔

اس بارے میں کہ علم کی باتیں کچھ لوگوں کو بتانا اور کچھ لوگوں کو نہ بتانا
 اس خیال سے کہ ان کی سمجھ میں نہ آئیں گی (یہ عین مناسب ہے)

علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

لوگوں سے وہ باتیں کرو جنہیں وہ پہچانتے ہوں۔ کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلا دیں؟

حدیث نمبر 127

راوی: ابوالطفیل

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ لوگوں سے وہ باتیں کرو جنہیں وہ پہچانتے ہوں۔ کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ لوگ اللہ
 اور اس کے رسول کو جھٹلا دیں؟

حدیث نمبر 128

راوی: انس بن مالکؓ

ایک مرتبہ معاذ بن جبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر سوار تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے
 معاذ!

میں نے عرض کیا، حاضر ہوں یا رسول اللہ!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا، اے معاذ!

میں نے عرض کیا، حاضر ہوں اے اللہ کے رسول!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہ بارہ فرمایا، اے معاذ!

میں نے عرض کیا، حاضر ہوں، اے اللہ کے رسول، تین بار ایسا ہوا۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ پر حرام کر دیتا ہے۔

میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا اس بات سے لوگوں کو باخبر نہ کر دوں تاکہ وہ خوش ہو جائیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم یہ خبر سناؤ گے تو لوگ اس پر بھروسہ کر بیٹھیں گے اور عمل چھوڑ دیں گے

معاذ رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت یہ حدیث اس خیال سے بیان فرمادی کہ کہیں حدیث رسول چھپانے کے گناہ پر ان سے آخرت میں مواخذہ نہ ہو۔

حدیث نمبر 129

راوی: انس رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

جو شخص اللہ سے اس کیفیت کے ساتھ ملاقات کرے کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو، وہ یقیناً جنت میں داخل ہوگا،

معاذ بولے، یا رسول اللہ! کیا میں اس بات کی لوگوں کو بشارت نہ سنادوں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، مجھے خوف ہے کہ لوگ اس پر بھروسہ کر بیٹھیں گے۔

اس بیان میں کہ حصول علم میں شرمانا مناسب نہیں ہے!

مجاہد کہتے ہیں کہ متکبر اور شرمانے والا آدمی علم حاصل نہیں کر سکتا۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ انصار کی عورتیں اچھی عورتیں ہیں کہ شرم انہیں دین میں سمجھ پیدا کرنے سے نہیں روکتی۔

حدیث نمبر 130

راوی: ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا

ام سلیم نامی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ حق بات بیان کرنے سے نہیں شرماتا اس لیے میں پوچھتی ہوں کہ کیا احتلام سے عورت پر بھی غسل ضروری ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں جب عورت پانی دیکھ لے۔ (یعنی کپڑے وغیرہ پر منی کا اثر معلوم ہو) تو یہ سن کر ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے شرم کی وجہ سے اپنا چہرہ چھپا لیا اور کہا، یا رسول اللہ! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں! تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں، پھر کیوں اس کا بچہ اس کی صورت کے مشابہ ہوتا ہے (یعنی یہی اس کے احتلام کا ثبوت ہے)۔

حدیث نمبر 131

راوی: عبد اللہ بن عمرؓ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا:

درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے۔ جس کے پتے کبھی نہیں جھڑتے اور اس کی مثال مسلمان جیسی ہے۔ مجھے بتلاؤ وہ کیا درخت ہے؟

تو لوگ جنگلی درختوں کی سوچ میں پڑ گئے اور میرے دل میں آیا کہ میں بتلا دوں کہ وہ کھجور کا پیڑ ہے،

عبد اللہ کہتے ہیں کہ پھر مجھے شرم آگئی اور میں چپ ہی رہا

تب لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہی خود اس کے بارے میں بتلائیے،

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ کھجور ہے۔

عبد اللہ کہتے ہیں کہ میرے جی میں جو بات تھی وہ میں نے اپنے والد عمر رضی اللہ عنہ کو بتلائی،

وہ کہنے لگے کہ اگر تو اس وقت کہہ دیتا تو میرے لیے ایسے قیمتی سرمایہ سے زیادہ محبوب ہوتا۔

اس بیان میں کہ مسائل شرعیہ معلوم کرنے میں جو شخص (کسی معقول وجہ سے) شرمائے

وہ کسی دوسرے آدمی کے ذریعے سے مسئلہ معلوم کر لے

حدیث نمبر 132

راوی: علی رضی اللہ عنہ

میں ایسا شخص تھا جسے جریان مذی کی شکایت تھی، تو میں نے اپنے شاگرد مقداد کو حکم دیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں۔ تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس مرض میں غسل نہیں ہے ہاں وضو فرض ہے۔

مسجد میں علمی مذاکرہ کرنا اور فتویٰ دینا جائز ہے

حدیث نمبر 133

راوی: نافع انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا

ایک مرتبہ ایک آدمی نے مسجد میں کھڑے ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ ہمیں کس جگہ سے احرام باندھنے کا حکم دیتے ہیں؟

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مدینہ والے ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں، اور اہل شام جحفہ سے اور نجد والے قرن المنازل سے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا، کہ لوگوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یمن والے یلملم سے احرام باندھیں۔

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ مجھے یہ آخری جملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد نہیں۔

سائل کو اس کے سوال سے زیادہ جواب دینا، (تاکہ اسے تفصیلی معلومات ہو جائیں)

حدیث نمبر 134

راوی: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ احرام باندھنے والے کو کیا پہننا چاہیے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نہ قمیص پہنے نہ صافہ باندھے اور نہ پاجامہ اور نہ کوئی سرپوش اوڑھے اور نہ کوئی زعفران اور ورس سے رنگا ہوا کپڑا پہنے اور اگر جوتے نہ ملیں تو موزے پہن لے اور انہیں اس طرح کاٹ دے کہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں۔



© Copy Rights:
Zahid Javed Rana, Abid Javed Rana
Lahore, Pakistan
www.quran4u.com